عقائد
اہل السنۃ والجماعۃ
علمائے اہل السنۃ والجماعۃ کی مصدقہ دستاویز
تالیف
متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم
خلیفہ مجاز
قطب العصر مرشد العلماء حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
0321-6353540

علمائے اہل السنۃ والجماعۃ کی مصدقہ دستاویز

تألیف

متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

خلیفہ مجاز

عارف باللہ حضرۃ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم

قطب العصر مرشد العلماء حضرۃ اقدس مولانا سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

نام کتاب .... عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

تألیف .... مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

بار اشاعت .... دہم

تاریخ طباعت .... مارچ 2011ء

تعداد 5000

باہتمام .... احناف میڈیا سروس

ناشر .... مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا

ویب سائٹ :

www.ahnafmedia.com

www.alittehaad.org

www.islahunnisa.com

رابطہ نمبرز:

0321-6353540

0332-6311808

فہرست مضامین

عرضِ مؤلِف

ہر مذہب میں عقائد کی حیثیت مرکزی رہی ہے اسی پر تمام ادیان کے افراد اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔اسلام نے بھی عقائد کی درستگی پر بہت زور دیا ہے ہمارے علماء کرام نے اصلاح عقائد پر جو محنت فرمائی ہے وہ کسی عقلمند سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر کوئی شخص ساری عمر اعمال اچھے کرتا رہے لیکن اس کے عقائد یا ان میں سے کوئی ایک عقیدہ بھی درست نہ ہو تو روزِ قیامت اس کے سارے اعمال غارت ہو جائیں گے۔

ہماری جماعت ''اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ'' کی اوّلین کوشش یہی ہے کہ امت مسلمہ کو صحیح عقائد سے روشناس کرایا جائے اور ہمارے اس راستے میں اہل باطل کی جو رکاوٹیں آتی ہیں ہم بحمد اللہ ان کو ہٹانے کی ہمت بھی رکھتے ہیں۔اسی سلسلہ میں بندہ نے ایک کتابچہ بنام ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' ترتیب دیا تھا جس پر اکابر اہل السنۃ والجماعۃ کی تصدیقات ثبت تھیں وہ چونکہ بالکل مختصر تھا اس لیے اس میں چند ایک عقائد کا مزید اضافہ کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

ناظم اعلیٰ: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

وجود باری تعالیٰ:

کوئی بھی چیز خود بخود وجود میں نہیں آتی بلکہ وہ کسی بنانے والے کی محتاج ہوتی ہے اس لیے اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ یہ کائنات بھی خود بخود وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کو بنانے والی بھی کوئی ذات موجود ہے اور وہ ''اللہ تعالیٰ'' کی ذات ہے۔

توحید باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہیں کسی کے باپ ہیں نہ بیٹے، کائنات کا ہر ذرہ ان کا محتاج ہے، وہ کسی کے محتاج نہیں اور کل جہان کے خالق و مالک ہیں۔

تقدیسِ ذات وصفاتِ باری تعالیٰ:

اللہ تعالی جسم، اعضاءِ جسم (جیسے ہاتھ، چہرہ، پنڈلیاں اور

انگلیاں وغیرہ)اور لوازمِ جسم (جیسے کھانے ،پینے ،نیز اترنے ، چڑھنے اور دوڑنے وغیرہ) سے بھی پاک ہیں قرآن وحدیث میں جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف اعضاء جسم یا مخلوق کی صفات کی نسبت ہے ،وہاں ظاہری معانی بالاتفاق مراد نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کی تعبیرات ہیں پھر متقدمین کے نزدیک وہ صفات متشابہات میں سے ہیں ان کی حقیقت اور مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا جبکہ متاخرین کے نزدیک ان کی حقیقت و مراد درجہ ظن میں معلوم ہے۔جیسے ید اللہ سے مراد قدرت باری تعالی اور اترنے سے مراد رحمت کا متوجہ ہونا۔

صدق باری تعالی:

اللہ تعالیٰ کا کلام سچا اور واقع کے مطابق ہے اور اس کے

خلاف عقیدہ رکھنا بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم رکھنا بھی کفر ہے۔

عموم قدرت باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ اپنے کیے ہوئے فیصلوں کے تبدیل کرنے پر قادر ہیں اگرچہ وہ اپنے فیصلوں کو بدلتے نہیں۔

تقدیر باری تعالیٰ:

اس عالم میں جو کچھ ہوتا ہے یا ہوگا وہ سب کچھ ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے علم کے موافق ہر چیز کو پیدا فرماتے ہیں۔ تقدیر علمِ الٰہی کا نام ہے نہ کہ امر الٰہی کا۔

اللہ کا عدل و فضل:

اللہ تعالیٰ جس طرح بندوں کے خالق ہیں بندوں کے

افعال کے بھی خالق ہیں البتہ بندوں کے بعض افعال اضطراری ہیں جن میں بندے کے ارادہ، اختیار، خواہش ورغبت کا دخل نہیں ہوتا اور کچھ افعال اختیاری ہیں جن میں بندے کے طبعی شوق ورغبت یا طبعی نفرت وکراہت کا دخل ہوتا ہے ان اختیاری افعال میں بندہ اپنے اختیار سے جو نیک کام کرے گا اس پر اس کا اجر وثواب ملے گا اور جو برا کام کرے گا اس پر اسے سزا ملے گی یہ اللہ کا عدل ہے البتہ اللہ اپنے فضل سے جس گناہ گار کو چاہے معاف کردے اللہ ہی سے ہدایت کی مغفرت مانگنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہیں:

ہر چیز کا وجود اور عدم اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے ہر چیز کی کیفیت، خاصیت اور اس کی تاثیر کا ہونا اور نا ہونا بھی اسی کے اختیار

میں ہے وہ مسبب الاسباب ہے، کائنات کے اسباب اسی کی مخلوق ہیں اور اسباب کی سببیت بھی اس کی مخلوق اور اسی کی مشیت کے تابع ہے دنیا کی کوئی چیز اپنی ذات میں موثر نہیں نہ لطف وثواب نہ قہر وعذاب ۔وہ جسے چاہے عزت دے وہ اس کی رحمت ہے اور جسے چاہے ذلت ومصیبت دے اور یہ اس کی حکمت ہے وہ مالک الملک جسے چاہے اختیار اور اقتدار دے اور جس سے چاہے چھین لے۔

شرک:

شرک یہ تو ہے ہی کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کے مقابل جانے لیکن شرک بس اسی پر موقوف نہیں ہے بلکہ شرک یہ بھی ہے جو چیزیں اللہ نے اپنی ذات والا صفات کے لیے مخصوص فرمائی ہیں اور بندوں کے لئے بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں انہیں غیروں کے لیے

بجالایا جائے شرک کی کئی صورتیں ہیں۔

1: اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔ مثلاً: عیسائیوں اور مجوسیوں کی طرح دو یا زائد خدا ماننا۔

2: کسی بھی بندے کے لیے ان غیب کی باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننا جن کے بارے میں قرآن وحدیث میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ مثلاً: یہ علم کہ قیامت کب آئے گی؟ وغیرہ۔

3: کسی بندے میں تصرف وقدرت کو اللہ تعالی کی عطا سمجھے اور ساتھ یہ مانے کہ اس کا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانا اللہ تعالی کی مرضی اور ارادہ کا پابند ہے رکوع وسجدہ وغیرہ جیسے افعال کسی مخلوق کے لیے عبادت کے طور پر نہیں بلکہ صرف تعظیم کے طور پر کرنا اس کو ''فسقیہ شرک'' کہتے ہیں پھر شریک کرنے میں نبی، ولی، جن، شیطان وغیرہ

سب برابر ہیں جس سے بھی یہ معاملہ کیا جائے گا شرک ہوگا اور کرنے مشرک ہوگا۔

چند کفریہ باتیں:

عقیدہ: ایمان اس وقت درست ہوتا ہے جبکہ اللہ اور رسول ﷺ کی سب باتوں کو سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے اللہ و رسول ﷺ کی کسی بات میں شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس میں مذاق اڑانا ان سب باتوں سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: قرآن وحدیث کے کھلے واضح مطلب کو نہ ماننا اور اس میں سے اپنے مطلب کے معانی گھڑنا بددینی کی علامت ہے۔

عقیدہ: گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے اول تو گناہ کے قریب بھی نہ جانا چاہیے لیکن اگر بدبختی سے اس میں مبتلا ہیں تو

اس گناہ کو گناہ ضرور سمجھیں اور اس کی برائی اور اس کا حرام ہونا دل سے نہ نکالیں ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

عقیدہ: گناہ چاہے جتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو جب تک اس کو برا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالی سے بے خوف و نڈر ہو جانا یا ناامید ہو جانا کفر ہے مطلب یہ ہے کہ یہ سمجھ لینا کہ آخرت میں ہر حال میں مجھے بڑے درجات ملیں گے کوئی پکڑ نہ ہوگی یا یہ سمجھنا کہ میری ہرگز کسی طرح بخشش نہ ہوگی کفر یہ غلطی ہے مسلمان کو چاہیے کہ خوف اور امید کے درمیان میں رہے۔

عقیدہ: کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور ان کا یقین کر لینا کفر ہے۔

عقیدہ: یہ عقیدہ رکھیں کہ غیب کا حال سوائے اللہ تعالی کے کوئی

نہیں جانتا البتہ انبیاء کرام علیہم السلام کو وحی سے اور اولیاء اللہ کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں لیکن یہ باتیں علم الغیب نہیں بلکہ انباء الغیب (غیب کی خبریں) کہلاتی ہیں۔

عقیدہ: کسی کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت، جھوٹوں پر لعنت ہاں جن لوگوں کا نام لے کر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونے کی اطلاع دی ہے ان کو کافر یا ملعون کہنا گناہ نہیں۔

حقیقتِ نبوت:

''نبی'' ایسے انسان کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو، معصوم عن الخطاء اور اس کی اتباع اور پیروی فرض ہو، یعنی

وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو، صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہو اور اس کی تابعداری کرنا فرض ہو۔ ان صفات کو انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی انسان کے لیے ثابت کرنا اگرچہ اس کے لیے نبی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے، کفر ہے۔

نوٹ: نبی ہمیشہ مرد ہوتا ہے عورت نبی نہیں بن سکتی اور جنات کے لیے بھی انسان ہی نبی ہوتا ہے۔ نبوت وہبی چیز ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے عطا ہوتی ہے، اپنی محنت سے عبادت کر کے کوئی شخص نہ نبی بن سکتا ہے اور نہ ہی نبی کے مرتبہ اور مقام کو پہنچ سکتا ہے۔

صداقتِ نبوت:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی اور رسول آئے سارے برحق اور سچے ہیں۔

دوامِ نبوت:

انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد بھی اپنی مبارک قبروں میں اسی طرح حقیقتاً نبی اور رسول ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں نبی اور رسول تھے البتہ اب باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور قیامت تک کیلیے نجات کا مدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہے۔

ختم نبوت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے آخری نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عالم دنیا میں کسی بھی قسم کی جدید نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

عظمت انبیاء علیہم السلام:

کائنات کی تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ مرتبہ اور مقام

حضرات انبیاء علیہم السلام کا ہے اور انبیاء علیہم السلام میں سے بعض بعض سے افضل ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور اعلی اور تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔

توہین رسالت:

انبیاء علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کی شان میں کسی بھی طرح کی گستاخی و بے ادبی کرنا یا گستاخی اور بے ادبی کو جائز سمجھنا کفر ہے، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صرف اتنی سی فضیلت کا قائل ہونا جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہے، کفر اور بے دینی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی نیند:

نیند کی حالت میں انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا اس لیے ان مبارک ہستیوں کا خواب بھی وحی کے حکم

میں ہے اور نیند کے باوجود انبیاء علیہم السلام کا وضو باقی رہتا ہے۔

حیاتِ انبیاء علیہم السلام:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی مبارک قبروں میں اپنے دنیاوی جسموں کے ساتھ بتعلق روح بغیر مکلّف ہونے اور بغیر لوازم دنیا کے زندہ ہیں اور مختلف جہتوں کے اعتبار سے اس حیات کے مختلف نام ہیں جیسے حیات دنیوی، حیات جسمانی، حیات حسی، حیات برزخی حیات روحانی۔

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

وہ تمام حالات و واقعات جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے ان کا ذکر کرنا نہایت پسندیدہ اور مستحب ہے۔

فضیلت و زیارت روضہ اطہر:

زمین کا وہ حصہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے کائنات کے سب مقامات حتی کہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔

فائدہ: روضہ اطہر کی زیارت کے وقت آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا روضہ رسول ﷺ کے آداب میں سے ہے اور اسی حالت میں دعا مانگنا بہتر اور مستحب ہے۔

سفرِ مدینہ منورہ:

سفرِ مدینہ منورہ کے وقت روضہ مبارک مسجد نبوی اور مقامات مقدسی کی زیارت کی نیت کرنا افضل اور باعث اجروثواب ہے البتہ خالص روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں آپ ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے۔

صلوۃ وسلام:

آنحضرت ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھنا آپ ﷺ کا حق اور نہایت اجروثواب کا باعث ہے کثرت کے ساتھ صلوۃ وسلام پڑھنا حضور ﷺ کے قرب اور شفاعت کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے

اور افضل درود شریف وہ ہے جس کے لفظ بھی آپ ﷺ سے منقول ہوں۔ سب سے افضل درُود، درُودِ ابراہیمی ہے۔

فائدہ: زندگی میں ایک مرتبہ صلوۃ وسلام پڑھنا فرض ہے اور جب مجلس میں آپ ﷺ کا ذکر مبارک آئے تو ایک دفعہ صلوۃ وسلام پڑھنا واجب ہے اور ہر ہر بار پڑھنا مستحب ہے۔

عرضِ اعمال:

حضور ﷺ پر روضہ مبارک میں امت کے اچھے اور برے اعمال اجمالی طور پر پیش ہوتے ہیں

مسئلہ استشفاع:

آنحضرت ﷺ کی قبر کے پاس حاضر ہوکر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا کہ حضرت! آپ میری مغفرت کی سفارش

فرمائیں، جائز ہے۔

حقیقتِ معجزہ:

معجزہ چونکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اوراس میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں ہوتا اس لیے معجزے کو شرک کہہ کر معجزے کا انکار کرنا یا معجزے سے دھوکہ کھا کر انبیاء علیہم السلام کے لیے مختارِ کل اور قادرِ مطلق ہونے کا عقیدہ رکھنا دونوں غلط ہیں۔

معجزاتِ انبیاء علیہم السلام:

انبیاء علیہم السلام کے معجزات (مثلاً موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصا کا سانپ بن جانا، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت نماز میں پشت کی جانب سے سامنے کی طرح دیکھنا وغیرہ) برحق ہیں۔

عظمتِ علومِ نبوت:

ہر نبی اپنے زمانے میں شریعتِ مطہرہ کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے، اور ہر نبی کو لوازمِ نبوت علوم سارے کے سارے عطا ہوتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ چونکہ اوّلین و آخرین کے نبی ہیں اس لیے حضور اکرم ﷺ کو اوّلین و آخرین کے اور تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا کیے گئے۔

توہینِ علمِ نبوت:

اس بات کا قائل ہونا کہ فلاں شخص کا علم حضور ﷺ کے علم سے زیادہ ہے، یا علوم نبوت یعنی علم دین کو باقی علوم وفنون کے مقابلے میں گھٹیا سمجھنا، یا علمائے دین کی بوجہِ علم دین تحقیر کرنا کفر ہے۔

ملائکہ:

اللہ تعالی نے ان کو نور سے پیدا فرمایا ہے یہ ہماری نظروں سے

غائب ہیں نہ مرد اور نہ ہی عورت ہیں جن کاموں پر اللہ نے ان کو مقرر کیا ہے ان کو سرانجام دیتے رہتے ہیں اور اس میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں ان کی تعداد اللہ تعالی کو ہی معلوم ہے البتہ ان میں حضرت جبرائیل ، میکائیل ، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام مقرب اور مشہور ہیں۔

فائدہ: رسل بشر، رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور رسل ملائکہ باقی تمام فرشتوں اور انسانوں سے افضل ہیں اور عام فرشتے عام انسانوں سے افضل ہیں۔

کتبِ سماویہ:

جس زمانے میں جس نبی پر جو کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی وہ برحق اور سچی تھی ، جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تورات ، حضرت

داود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر زبور، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر انجیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا۔ البتہ باقی کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب قیامت تک کے لیے کتب سماویہ میں سے واجب الاتباع اور نجات کا مدار صرف قرآن کریم ہی ہے۔

صداقتِ قرآن:

سورۃ فاتحہ سے لے کر ''والناس'' تک قرآنِ کریم کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے اس میں ایک بھی لفظ بلکہ حرف کے انکار یا تحریف کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین:

صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس کو حالت ایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی ہو اور اسی حالت پر اس کا خاتمہ ہوا ہو صحابہ کرام

معیار حق وصداقت ہیں یعنی وہی عقائد اور اعمال مقبول ہوں گے جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقائد اعمال کے مطابق ہوں گے صحابہ کرام ہر قسم کی تنقید سے بالا تر ہیں قبر اور آخرت کے ہر قسم کے عذاب سے محفوظ ہیں وہ معصوم نہیں البتہ محفوظ ضرور ہیں یعنی ان کی ہر قسم کی خطا بخش دی گئی ہے اور وہ یقینی طور پر جنتی ہیں انبیاء معصوم عن الخطاء ہیں اور صحابہ محفوظ عن الخطاء ہیں معصوم عن الخطاء کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنے نبی سے گناہ ہونے نہیں دیتا اور محفوظ عن الخطاء کا مطلب یہ ہے کہ صحابی سے گناہ ہو تو جاتا ہے لیکن اللہ تعالی ان کے نامہ اعمال میں گناہ باقی نہیں رہنے دیتے۔

حبِ صحابہ واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین :

صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ محبت کی علامت ہے اور صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، دونوں سے بغض یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے محبت اور دوسرے کے ساتھ بغض، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی علامت اور گمراہی ہے۔

معیار حق وصداقت:

پوری امت کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معیار حق وصداقت ہیں۔یعنی جو عقائد اور مسائل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقائد اور مسائل کے مطابق ہوں وہ حق ہیں اور جو ان کے مطابق نہ ہوں وہ باطل اور گمراہی ہیں۔

عفت امہات المومنین:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت، جن کا اولین مصداق امہات

المومنین رضی اللہ عنہن ہیں، کو پاکدامن اور صاحب ایمان ماننا ضروری ہے۔

مقام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین :

انبیاء کے بعد انسانوں میں سب سے اعلیٰ ترین درجہ بترتیب ذیل:

1: خلفائے راشدین علی ترتیب الخلافۃ

2: عشرہ مبشرہ 3: اصحاب بدر

4: اصحاب بیعت رضوان 5: شرکاء فتح مکہ

6: وہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے اور قرآن کریم میں اہل ایمان کی جس قدر صفات کمال کا ذکر آیا ہے ان کا اولین اور اعلی ترین مصداق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

خلافتِ راشدہ موعودہ:

حضور ﷺ کے بعد اس امت کے خلیفہ اول بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں دوسرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تیسرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں چوتھے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ان چاروں کو خلفائے راشدین اور ان کے زمانہ خلافت کو خلافت راشدہ کا دور کہتے ہیں۔ آیت استخلاف میں جس خلافت کا وعدہ ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع ہو کر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ پر ختم ہو گئی لہذا دور خلافت راشدہ سے مراد خلفائے اربعہ (چاروں خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا دور ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت، خلافت عادلہ ہے۔

مشاجراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین:

مشاجراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب تھا

اوران کے مخالف خطا پر تھے، لیکن یہ خطاء، خطاء عنادی نہ تھی بلکہ خطاء اجتہادی تھی اور خطاء اجتہادی پر طعن اور ملامت جائز نہیں بلکہ سکوت واجب ہے اور اس پر ایک اجر کا حدیث پاک میں وعدہ ہے۔

حق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے باہمی اختلاف میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یزید کی حکومت نہ خلافت راشدہ تھی اور نہ خلافت عادلہ، اور یزید کے اپنے عملی فسق سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بَری ہیں۔

اولیاء اللہ:

ولی اللہ: اس شخص کو کہتے ہیں وہ گناہوں سے بچے۔ ولی کی بنیادی پہچان اتباع سنت ہے جو جتنا متبع سنت ہوگا اتنا بڑا ولی اللہ ہوگا ولی سے کرامت اور کشف کا ظہور برحق ہے۔

ولایت: کسبی چیز ہے، کوئی بھی انسان عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کا ولی بن سکتا ہے اور ولایت کا مدار کشف والہام پر نہیں بلکہ تقوی اور اتباعِ سنت پر ہے۔

کرامات اولیاء:

اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور کرامت چونکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے، اوراس میں ولی کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا، اس لیے کرامت کو شرک کہہ کر اس کا انکار کرنا یا کرامت سے دھوکہ کھا کر اولیاء اللہ کے لیے اختیارات کا عقیدہ رکھنا دونوں غلط ہیں۔ غیر متقی سے خرق عادت کام کا صدور استدراج ہے نہ کہ کرامت کرامت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے استدراج شیطان کی طرف سے۔

تصّوف: روحانی بیماریوں کی تشخیص اور ان کے علاج کا نام تصوف ہے جس کو قرآن کریم میں ''تزکیہ نفس'' اور حدیث میں لفظ ''احسان'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بیعت: عقائد و اعمال کی اصلاح فرض ہے جس کے لیے صحیح العقیدہ سنت کے پابند دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے طالب، مجاز بیعت، شیخ طریقت سے بیعت ہونا مستحب بلکہ واجب کے قریب ہے۔

وسیلہ جائز ہے:

دعا میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا وسیلہ ان کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد (مثلاً یوں کہنا کہ اے اللہ! فلاں نبی یا فلاں بزرگ کے وسیلہ سے میری دعا قبول فرما) جائز ہے کیونکہ ذوات

صالحہ کے ساتھ توسّل درحقیقت ان کے نیک اعمال کے ساتھ وسیلہ ہے اور اعمال صالحہ کے ساتھ وسیلہ بالاتفاق جائز ہے۔

جنات:

اللہ تعالی نے ایک مخلوق کو آگ سے پیدا فرمایا ہے جن کو" جنات" کہتے ہیں۔ان میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی اور جنات بھی انسانوں کی طرح احکام شریعت کے مکلّف ہیں اور مرنے کے بعد انسانوں کی طرح ان کو بھی عذاب وثواب ہوگا اور جنات میں کوئی نبی نہیں ہے۔ان میں سب سے زیادہ مشہور اور معروف ابلیس لعین ہے یہ فرشتے اور جنات اگرچہ ہمیں نظر نہیں آتے مگر ہم ان کے وجود کو ایمان بالغیب کے طور پر مانتے ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اور آپ ﷺ نے اپنی احادیث میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔

اجتہاد وتقلید:

اکمال دین کی عملی صورت مجتہد کا اجتہاد اور مجتہد کے اجتہاد پر عمل یعنی تقلید ہے پس مطلق اجتہاد اور مطلق تقلید ضروریات دین میں سے ہے جس کا انکار کفر ہے البتہ متعین چار ائمہ (امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کی فقہ اور تقلید کا انکار کرنا گمراہی ہے۔

چونکہ حق اہل السنۃ والجماعۃ کے مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں بند ہے اس لیے نفس پرستی اور خواہش پرستی کے اس زمانے میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔

نوٹ:

ہم اور ہمارے سارے مشائخ تمام اصول وفروع میں امام

اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔

اعتقادی واجتہادی اختلاف:

اعتقادی اختلاف امت کے لیے زحمت ہے جبکہ مجتہدین کا اجتہادی اختلاف امت کے لیے رحمت ہے اور مقلدین و مجتہدین دونوں کے لیے باعثِ اجروثواب ہے مگر درست اجتہاد پر دواجر ہیں اور غلط اجتہاد پر ایک اجر، بشرطیکہ اجتہاد کنندہ میں اجتہاد کرنے کی اہلیت ہو

اصول اربعہ:

دین اسلام کے اعمال واحکام اور جامعیت کیلیے اصول اربعہ یعنی چار اصولوں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اجماع امت (۴) قیاس شرعی کا ماننا ضروری ہے اوران اصولِ اربعہ سے ثابت شدہ مسائل کا نام فقہ ہے، جس کا انکار حدیث کے انکار کی

طرح دین میں تحریف کا بہت بڑا اسبب ہے۔

جہادفی سبیل اللہ:

دین اسلام کی سربلندی کے لیے دشمان اسلام سے مسلح جنگ کرنااوراس میں خوب جان ومال خرچ کرنا ''جہاد فی سبیل اللہ'' کہلاتا ہے۔دین اسلام کی سربلندی، دین کا تحفظ، دین کا نفاذ دین کی بقاء، مسلمانوں کی عزت وعظمت، شان وشوکت اورجان ومال کا واحدذریعہ ''جہادفی سبیل اللہ'' ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ توبہ میں ارشادفرماتے ہیں:

''اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَریٰ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنفُسَھُمۡ وَاَمۡوَالَھُم بِاَنَّ لَھُمُ الجَنَّۃَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَیُقۡتَلُوۡنَ.''

(التوبہ:۱۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ نے ایمان والوں کی جان اور مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے وہ لڑتے ہیں اللہ کے راستے میں (مجرموں کو) قتل کرتے ہیں اور قتل ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ صف میں فرماتے ہیں:

”اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ.“

(سورہ صف:۴)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں سیسہ پلائی دیوار بن کر لڑتے ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

”مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّةُ.“

ترجمہ: جو شخص تھوڑی دیر کے لیے بھی اللہ تعالی کے راستے میں قتال کرتا ہے جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے ۲۷ مرتبہ خود جہاد کا سفر کیا اور اللہ کے راستے میں لڑتے ہوئے شہید ہونے کی تمنا فرمائی ہے۔

جہاد کی اقسام:

جہاد کی دو قسمیں ہیں:

1: اقدامی جہاد 2: دفاعی جہاد

اقدامی جہاد:

کافروں کے ملک میں جا کر کافروں سے لڑنا اقدامی جہاد کہلاتا ہے اقدامی جہاد میں سب سے پہلے کافروں کو اسلام کی دعوت دی جاتی ہے اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جزیہ طلب کیا جاتا

ہے اور اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کردیں تو پھر ان سے قتال کیا جاتا ہے عام حالات میں جہاد اقدامی فرض کفایہ ہے اور اگر امیر المومنین نفیر عام (یعنی سب کو نکلنے) کا حکم دے تو اقدامی جہاد بھی فرض عین ہو جاتا ہے۔

دفاعی جہاد:

اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر حملہ کردیں تو ان مسلمانوں کا کافروں کے حملے کو روکنا دفاعی جہاد کہلاتا ہے اگر وہ مسلمان ان کے روکنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور اگر طاقت رکھتے ہوں مگر سستی کرتے ہوں تو ہمسایہ ممالک کے مسلمان ان کے حملے کو روکیں۔

جہاد دفاعی فرض عین ہے:

جہاد کرنے سے پہلے جہاد کی تربیت کرنا بھی ضروری ہے جہاد

کی تربیت کرنا حضور اکرم ﷺ کی سنت ہے قرآن مجید میں اللہ تعالی نے سورہ انفال میں ارشاد فرمایا ہے:

''وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُم مِّنْ قُوَّةٍ.''

(الانفال:۶۰)

ترجمہ: اور کافروں کے ساتھ لڑنے کے لیے جتنی قوت حاصل کر سکتے ہو، کرو۔

اللہ تعالی ہم سب کو جہاد کی توفیق عطاء فرمائے اور لڑتے ہوئے میدان جہاد میں شہادت کی موت عطا فرمائے۔(آمین)

موت اور موت کے بعد کے متعلق عقیدہ:

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کو جس جگہ دفن کیا جاتا ہے اس کو ''قبر'' کہتے ہیں اور اگر کوئی مردہ جل کر راکھ ہو جائے یا کوئی انسان

پانی میں غرق ہو جائے یا کسی انسان کو کوئی جانور کھا جائے تو جہاں جہاں اس کے ذرے ہوں گے ان کے ساتھ روح کا تعلق قائم کر کے اسی جگہ کو اس انسان کے لیے قبر بنا دیا جاتا ہے۔ مردے سے قبر میں سوالات کے لیے دو فرشتے ''منکر'' اور ''نکیر'' آتے ہیں وہ تین سوال کرتے ہیں:

1: مَنْ رَبُّکَ؟ تیرا رب کون ہے؟

2: مَنْ نَبِیُّکَ؟ تیرا نبی کون ہے؟

3: مَادِیْنُکَ؟ تیرا دین کیا ہے؟

جو انسان ان تین سوالات کا درست جواب دیتا ہے اس کو قبر میں سکون اور آرام ملتا ہے اس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیا جاتا ہے اور جو ان تین سوالوں کا درست جواب نہیں دیتا اس کی قبر کو اس کے لیے تنگ کر دیا

جاتا ہے اور قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیا جاتا ہے۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے

''قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔''

قیامت:

اللہ تعالیٰ جب اس عالم کو فنا کرنا چاہیں گے تو جناب حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا وہ صور پھونکیں گے جس کی آواز شروع میں نہایت دھیمی اور سریلی ہوگی جو آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جائے گی جس سے انسان، جنات، چرند، پرند سب حیرت کے عالم میں بھاگنے لگیں گے جب آواز کی شدت اور بڑھے گی تو سب کے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر روئی کی طرح اڑنے لگیں گے آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

کچھ عرصہ بعد اللہ تعالی اسرافیل کو زندہ کر کے دوبارہ صور

پھونکنے کا حکم دیں گے جس سے پورا عالم ایک بار پھر وجود میں آ جائے گا، مردے قبروں سے اٹھیں گے، یہی قیامت کا دن ہوگا، ہر بندے کو بارگاہِ الٰہی میں پیش ہونا ہوگا رب کے سامنے آ کر ہم کلام ہونا پڑے گا، درمیان میں کوئی ترجمان نہیں ہوگا، دنیا میں کیے ہوئے سب اعمال سامنے ہوں گے ان کے بارے میں جواب دہی ہوگی انسان کا ہر عمل اللہ کے علم، لوح محفوظ اور کراماً کاتبین کے رجسٹر میں محفوظ ہوگا۔

جس طرح ٹیپ ریکارڈر انسان کی آواز کو محفوظ کر لیتا ہے اسی طرح زمین بھی انسان کے ہر قول وفعل کو ریکارڈ کر رہی ہے اور قیامت کے دن وہ سب کچھ اُگل دے گی اور گواہی دے گی کہ اس انسان نے فلاں وقت فلاں جگہ یہ کام (اچھا یا برا) کیا تھا، انسانی اعضاء وجوارح کو بھی اس دن زبان مل جائے گی جو انسان کے حق میں یا اس کے خلاف بولیں گے۔ اس دن نبی اکرم ﷺ شفاعت فرمائیں گے آپ ﷺ کے پیروکاروں کو یہ سعادت نصیب ہوگی،

گمراہ اس سے محروم رہیں گے۔

اس دن ایک ترازو قائم ہوگا جس کے ذریعہ اعمال تولے جائیں گے جبکہ جہنم کی پشت پر پل صراط قائم ہوگا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا، ہر شخص کی رفتار اس کے اعمال کے مطابق ہوگی قیامت کا دن دنیا کے دنوں کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کا ہوگا۔اس دن موت کو ایک دنبے کی شکل میں لاکر ذبح کر دیا جائے گا جو اس بات کی علامت ہوگی کہ اس کے بعد کسی کو موت نہیں آئے گی، اہل جنت اور اہل جہنم سب کو ہمیشہ رہنا ہے یہ فیصلے کا دن ہے انجام کار جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے۔

قیامت کی علاماتِ صغریٰ:

یہ وہ علامات ہیں جن میں بعض کا ظہور تو آج سے کافی عرصہ پہلے ہو چکا ہے اور بعض کا ظہور ہو رہا ہے اور بڑی علامات ظاہر ہونے

تک سلسلہ جارے رہے گا علامت صغریٰ بہت ساری ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1: چرواہے اور کم درجے کے لوگ فخر ونمود کے طور پر اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔

2: ظلم وستم عام ہوجائے گا۔

3: شرم وحیا اٹھ جائے گی۔

4: شراب کو "نبیذ" سود کو "خرید وفروخت" اور رشوت کو "ہدیہ" کا نام دے دیا جائے گا۔

5: علم اٹھ جائے گا اور جہل زیادہ ہوجائے گا۔

6: سرکاری خزانہ کو حکومتی لوگ لوٹیں گے۔

7: زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا۔

8: دین کو دنیا کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

9: شوہر بیوی کی اطاعت کرے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔

10: دوست سے پیار کرے گا اور باپ سے بے توجہی کرے گا۔

11: ذلیل اور فاسق شخص قوم کے سردار بن جائیں گے۔

12: گانا گانے والیوں کا بول بالا ہوگا۔

13: مسجدوں میں زور زور سے باتیں ہوں گی۔

14: شراب عام ہوگی۔

15: اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔

16: مردوں میں ریشم عام ہو جائے گا۔

17: جھوٹ کا رواج عام ہو جائے گا۔

قیامت کی علاماتِ کبریٰ:

وہ نشانیاں جن کی نسبت آنحضرت ﷺ نے خبر دی ہے کہ وہ

قیامت کے قریب ظاہر ہوں گی جیسے امام مہدی کا ظہور اور دجال کا خروج اور حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نزول اور یاجوج ماجوج اور دآبۃ الارض کا خروج وغیرہ۔

1: ظہور مہدی:

قیامت کی علامات کبریٰ میں پہلی علامت امام مہدی کا ظہور ہے۔ ''مہدی'' لغت میں ہر ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں لغوی معنی کے لحاظ سے ہر اس عالم کو جس کا علم صحیح ہو اس کو مہدی کہا جا سکتا ہے بلکہ ہر سچے اور پکے مسلمان کو مہدی کہا جا سکتا ہے لیکن جس'' مہدی موعود'' کا ذکر احادیث میں آیا ہے اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر زمانہ میں اس کے ظہور کی خبر دی ہے اس سے ایک خاص شخص مراد ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا اس کا نام محمد اور اس کے

باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔ سیرت میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہوگا مدینہ کے رہنے والا ہوگا مکہ میں ظہور ہوگا شام اور عراق کے اولیاء اور ابدال ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور جو خزانہ خانہ کعبہ میں مدفون ہے وہ نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔ پہلے عرب اور پھر تمام روئے زمین کے بادشاہ ہوں گے دنیا کو عدل اور انصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ اس سے بیشتر ظلم و ستم سے بھری ہوگی شریعت محمدیہ کے مطابق ان کا عمل ہوگا امام مہدی کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور انہی کے زمانہ بادشاہت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کے مشرقی منارہ پر عصر کی نماز کے قریب نازل ہوں گے اور امام مہدی کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے امام مہدی نصاری سے جہاد کریں گے اور قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔

2: خروجِ دجال:

قیامت کی علامات کبریٰ میں دوسری علامت خروج دجال ہے جو احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ دجال دجل سے مشتق ہے جس کے معنی لغت میں بڑے جھوٹ، مکر، فریب اور حق و باطل کو خلط ملط کرنے کے ہیں۔ لغوی معنی کے لحاظ سے ہر جھوٹے اور مکار کو دجال کہہ سکتے ہیں لیکن حدیث شریف میں جس دجال موعود کے خروج کی خبر دی گئی ہے وہ ایک خاص کافر شخص کا نام ہے جو قوم یہود سے ہوگا اور مسیح لقب کا ہوگا اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ وہ کانا ہوگا اور مسیح کا مطلب ہوا جس کی آنکھ ہاتھ پھیر کر صاف اور ہموار کر دی گئی ہو ایک آنکھ میں انگور کے دانے کے برابر ناخونہ ہوگا، دونوں آنکھوں کے درمیان ''ک ف ر'' لکھا ہوا ہوگا۔

سب سے پہلے اس کا ظہور شام اور عراق کے درمیان ہوگا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا پھر اصفہان آئے گا وہاں ستر ہزار یہودی اس کے تابع ہو جائیں گے بعدازاں وہ خدائی کا دعوی کرے گا اور زمین میں فساد پھیلاتا پھرے گا حق تعالی بندوں کے امتحان کے لیے اس کے ہاتھ سے قسم قسم کے کرشمے اور شعبدے ظاہر فرمائیں گے لیکن اخیر میں وہ ایک شخص کو قتل کر کے زندہ کرے گا اور پھر اس کو قتل کرنا چاہے گا لیکن اس کے قتل پر ہرگز قادر نہ ہوگا تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ یہ شخص دعوے خدائی میں بالکل جھوٹا ہے۔

اول تو اس کا کانا ہونا ہی اس کے خدا نہ ہونے کی نہایت روشن اور بین دلیل تھی۔ دوم یہ کہ اس کی آنکھوں کے درمیان ک ف ر لکھا ہوگا سوم یہ کہ قتل کرنا ایسا فعل ہے جو بشر کی قدرت میں داخل ہے جب اس میں اب یہ قدرت باقی نہ رہی کے وہ دوبارہ قتل کر سکے تو وہ

خدا کیونکر ہوسکتا ہے؟ اور یہ جو چند روز اس کے ہاتھ سے احیاء موتیٰ کا ظہور ہوتا رہا فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا فعل تھا جو اس کے ہاتھ سے محض استدراج، ابتلاء اور امتحان کے طور پر کرایا گیا۔

خروج دجال کب ہوگا؟

امام مہدی ظاہر ہونے کے بعد نصاریٰ سے جہاد قتال کریں گے یہاں تک کہ جب قسطنطنیہ کو فتح فرما کر شام واپس ہوں گے اور شہر دمشق میں مقیم ہوں گے اور مسلمانوں کے انتظام میں مصروف ہوں گے اس وقت دجال کا خروج ہوگا دجال مع اپنے لشکر کے زمین میں فساد مچاتا پھرے گا یمن سے ہوکر مکہ مکرمہ کا رخ کرے گا مگر مکہ مکرمہ پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا اس لیے دجال مدینہ منورہ کا ارادہ کرے گا۔ مدینہ منورہ کے دروازوں پر بھی فرشتوں کا پہرہ ہوگا اس

لیے دجال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ بالآخر پھر پھرا کر شام واپس آئے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر دو فرشتوں کے بازؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے نازل ہوں گے اور اس لعین کو قتل کریں گے جیسا کہ آئندہ علامات کے بیان میں آئے گا۔

3: نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام:

قیامت کی علامات کبریٰ میں سے تیسری علامت یہ ہے کہ قیامت کے قریب حضرت عیسی علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا ہے جو حق اور سچ ہے اور قرآن کریم اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اس کی تصدیق کرنا اور اس پر ایمان لانا فرض اور ضروری ہے۔

کانے دجال کا خروج ہو چکا ہو گا اور امام مہدی دمشق کی جامع مسجد میں نماز کے لیے تیاری میں ہوں گے یکا یک عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرمائیں گے اور نماز سے فراغت کے بعد امام مہدی کی معیت میں دجال پر چڑھائی کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ کافر اس کی تاب نہ لا سکے گا اس کے پہنچتے ہی مر جائے گا اور دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی ایسا پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے اور ''باب لُد'' جا کر اس کو اپنے نیزہ سے قتل کریں گے اور اس کا خون مسلمانوں کا دکھائیں گے بعد از لشکر اسلام دجال کا لشکر کا مقابلہ کرے گا جو یہودی ہوں گے ان کو خوب قتل کرے گا اور اسی طرح زمین دجال اور یہود کے ناپاک

وجود سے پاک ہوجائے گی جن کا دعویٰ ہے تھا کہ ہم نے اللہ کے رسول عیسی بن مریم علیہ السلام کو قتل کر دیا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر زندہ تھے اور اب آسمان سے ہمارے لیے قتل کے لیے زمین پر اترے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو الگ الگ شخصیات ہیں:

ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارہ میں جو احادیث آئی ہیں ان سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو شخصیتیں علیحدہ علیحدہ ہیں صحابہ کرام اور تابعین عظام کے وقت سے لے کر اس وقت تک کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ نازل ہونے والا مسیح اور ظاہر ہونے والا مہدی ایک ہی شخص ہوں گے۔ کیونکہ......

1: حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام نبی اور رسول ہیں اور امام مہدی امت محمدیہ کے خلیفہ ہوں گے، نبی نہ ہوں گے۔

2: حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام حضرت مریم کے بطن سے بغیر باپ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً 600 سال پہلے بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور امام مہدی قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے ان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔

3: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام میں سے ہیں اور امام مہدی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

ایک روایت میں آیا ہے کہ **لَا مَھْدِیْ اِلَّا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ** نہیں ہیں کوئی مہدی مگر حضرت عیسی بن مریم۔ اس روایت سے

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور مہدی دونوں ایک ہی شخص ہیں۔

جواب: یہ ہے اول تو یہ روایت محدثین کے نزدیک ضعیف اور غیر مستند ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۸ میں اس کی تصریح کی ہے۔ دوم یہ کہ یہ روایت ان بے شمار احادیث صحیحہ اور متواترہ کے خلاف ہے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کا دو شخص ہونا خوب ظاہر ہے اور متواتر کے مقابلہ میں ضعیف اور منکر روایت معتبر نہیں ہوتی۔

4: خروج یاجوج ماجوج:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کی ہلاکت کے کچھ عرصہ بعد امام مہدی انتقال فرما جائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نماز جنازہ

پڑھائیں گے بیت المقدس میں ان کا انتقال ہو گا اور وہیں مدفون ہوں گے امام مہدی کی وفات کے بعد تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوگا اور زمانہ نہایت سکون اور راحت سے گزر رہا ہوگا کہ یکا یک وحی نازل ہوگی کہ عیسی! تم میرے بندوں کو کوہ طور کے پاس لے جاؤ! میں اب ایک ایسی قوم کا نکالنے والا ہوں کہ جس کے ساتھ کسی کو لڑائی کی طاقت نہیں وہ قوم یاجوج ماجوج کی قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے۔

شاہ ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک نہایت مستحکم آہنی دیوار قائم کر کے ان کا راستہ بند کر دیا تھا قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور یہ غارت گر قوم ٹڈی دل کی طرح ہر طرف سے نکل پڑے گی اور دنیا میں فساد پھیلائے گی (جس کا قصہ قرآن کریم کی سورہ کہف آیت ۹۳ تا ۹۸ میں مذکور ہے) اس وقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر کوہِ طور کی طرف چلے جائیں گے بارگاہ خداوندی میں یاجوج ماجوج کو طاعون کی ہلاکت کی دعا کریں گے جب کہ باقی لوگ اپنے اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانوں میں بند ہوجائیں گے۔

اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو طاعون کی وبا سے ہلاک کرے گا اور اس بلاءِ آسمانی سے سب مرجائیں گے بعد ازاں اللہ تعالی لمبی گردن والے پرندے بھیجے گا جو بعض کو تو کھا جائیں گے اور بعض کو اٹھا کر سمندر میں ڈال دیں گے اور پھر بارش ہوگی جس کے سبب ان مرداروں کی بدبو سے نجات ملے گی اور زندگی نہایت راحت اور آرام سے گزرے گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۴۰) یا (۴۵) سال زندہ کر مدینہ منورہ میں انتقال فرمائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد ایک قحطانی شخص کو اپنا خلیفہ مقرر کر جائیں گے جس کا نام ''**جھجاہ**'' ہوگا

خوب اچھی طرح عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کرے گا مگر ساتھ ہی شر اور فساد پھیلنا شروع ہو جائے گا۔

5: خروج دُخان یعنی دھویں کا ظاہر ہونا:

جہجاہ کے بعد چند بادشاہ ہوں گے۔ کفر والحاد، شر اور فساد بڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ ایک مکان مغرب میں اور ایک مکان مشرق میں جہاں منکرین تقدیر رہتے ہوں گے وہ دھنس جائے گا اور انہیں دنوں آسمان سے ایک بہت بڑا دھواں ظاہر ہوگا جو آسمان سے لے کر زمین تک تمام چیزوں کو گھیر لے گا جس سے لوگوں کا دم گھٹنے لگے گا وہ دھواں چالیس دن تک رہے گا مسلمانوں کو زکام سا معلوم ہوگا اور کافروں پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی کسی کو دو دن میں اور کسی کو تین دن میں ہوش آئے گا قرآن کریم میں اس دخان کا ذکر ہے۔

”فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٠﴾ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ.“

(سورہ دخان:۱۰)

ترجمہ: پس اس روز کا انتظار کیجیئے کہ آسمان کی طرف سے ایک دھواں نمودار ہوگا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دخان کی علامت گزر چکی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے اس زمانہ میں ایک سخت قحط پڑا تھا جس کی شدت سے کفار زمین پر دھواں دیکھتے تھے۔

6: دآبۃ الارض کا نکلنا:

قیامت کی ایک بڑی نشانی زمین سے دآبۃ الارض کا نکلنا ہے جو نص قرآنی سے ثابت ہے:

”وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِآيَاتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ.“ (سورہ نمل۸۲)

ترجمہ: اور جب قیامت کا وعدہ پورا کرنے کا وقت قریب الوقوع ہو جائے گا تو اس وقت ہم لوگوں کی عبرت کے لیے زمین سے ایک عجیب وغریب جانور نکالیں گے جو لوگوں سے باتیں کرے گا (اور کہے گا کہ اب قیامت قریب آ گئی ہے یہ جانور ہم زمین سے اس لیے نکالیں گے) کہ لوگ ہماری نشانیوں کا یقین نہیں کرتے تھے۔

جس روز آفتاب مغرب سے طلوع کرے گا اسی دن یہ عجیب الخلقت جانور زمین سے نکلے گا مکہ مکرمہ کا ایک پہاڑ جس کو کوہ صفا کہتے ہیں وہ پھٹے گا اس میں سے ایک عجیب الخلقت جانور نکلے گا جس طرح اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو پتھر سے نکالا تھا اسی طرح اپنی قدرت سے قیامت کی خبر دے گا۔ مومنوں کے چہروں پر ایک نورانی نشانی لگائے گا جس سے

مومنین کے چہرے روشن ہو جائیں گے اور کافروں کی آنکھوں کے درمیان ایک مہر لگائے گا جس سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور حسب ارشاد وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ مسلم اور مجرم کا امتیاز اس طرح شروع ہو جائے گا اور پورا امتیاز حساب وکتاب کے بعد ہوگا۔

7: ٹھنڈی ہوا کا چلنا:

دآبۃ الارض کے نکلنے کے کچھ عرصے بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس سے تمام اہل ایمان اور اہل خیر مر جائیں گے یہاں تک کہ اگر کوئی مومن کسی غار یا پہاڑ میں چھپا ہوا ہوگا تو وہاں بھی یہ ہوا پہنچے گی اور وہ شخص اس ہوا سے مر جائے گا۔ نیک لوگ سب مر جائیں گے اور نیک اور بدی میں فرق کرنے والا بھی کوئی باقی نہ رہے گا۔

8: حبشیوں کا غلبہ اور خانہ کعبہ کو ڈھانا:

بعدازاں حبشہ کے کافروں کا غلبہ ہوگا اور زمین پر ان کی سلطنت ہوگی ظلم اور فساد عام ہوگا بے شرمی اور بے حیائی کھلم کھلا ہوگی جو پایوں کی طرح لوگ سڑکوں پر جماع کریں گے۔وہ خانہ کعبہ کی ایک ایک اینٹ کر کے توڑ دیں گے۔

حدیث میں ہے:

”لَا یَسْتَخْرِجُ کَنْزَ الْکَعْبَةِ اِلَّا ذُو السَّوِیْقَتَیْنِ مِنَ الْحَبْشَةِ .“

ترجمہ: خانہ کعبہ کے (امام مہدی کے بعد جمع ہونے والے) خزانے کو چھوٹی پنڈلیوں والا حبشہ کا رہنے والا نکالے گا۔

9: آگ کا نکلنا:

قیامت کی آخری نشانی یہ ہے کے وسط عدن سے ایک آگ

نکلے گی لوگوں کو گھیر کر ملک شام کی طرف لائے گی جہاں مرنے کے بعد حشر ہوگا (یعنی قیامت میں جو نئی زمین بنائی جائے گی اس کا وہ حصہ جو موجودہ زمین کے ملک شام کے مقابل ہوگا) یہ آگ لوگوں سے دن رات میں کسی وقت جدا نہ ہوگی اور جب صبح ہوگی اور آفتاب بلند ہو جائے گا تو یہ آگ لوگوں کو ہنکائے گی جب لوگ ملک شام میں پہنچ جائیں گے تو یہ آگ غائب ہو جائے گی۔

صحیح مسلم میں حذیفہ بن اسید غفاری سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قیامت کی دس علامتیں بیان فرمائیں ان میں سے آخری علامت یہ ہے

”نَارٌ تَخرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ“

ایک آگ یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو ارض محشر یعنی سرزمین شام کی طرف ہنکا کر لے جائے گی۔

اس کے بعد کچھ عرصہ نہایت عیش وآرام سے گزرے گا۔کفر اور بت پرستی پھیل جائے گی اور زمین پرکوئی خدا کا نام لینے والا باقی نہ ہوگا اس وقت قیامت قائم ہوگی اور حضرت اسرافیل کوصور پھونکنے کا حکم ہوگا۔

تنبیہ:

اکثر احادیث میں خروج نار کو قیامت کی آخری نشانی بتایا گیا ہے لیکن صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کے اول نشانی قیامت کی وہ آگ ہوگی جولوگوں کومشرق سے مغرب کی طرف نکالے گی ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ گزشتہ علامتوں کے اعتبار سے یہ آخری نشانی ہے لیکن اس اعتبار سے کہ اس علامت کے ظہور کے بعد اب دنیا کی کوئی چیز باقی نہ رہے گی بلکہ اس کے بعد

متصل نفخ صور واقع ہوگا اس کو اول نشانی کہا گیا۔

اعتبار خاتمہ کا ہے:

عقیدہ:

عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا ہو مگر جس حالت پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق اس کا اچھا برا بدلہ ملتا ہے۔

عقیدہ:

آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ کے یہاں مقبول ہے البتہ مرتے دم جب سانس ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔

حامداً و مصلیاً - رسالہ ہذا میں مندرج عقائد اہل سنت والجماعت
کے عقائد ہیں ہمارے اکابر حضرات علمائے دیوبند نور اللہ مرقدھم
سب انکے قائل تھے

فقط

(۱) محمد عبد الستار عفی عنہ

(۲) ارشاد احمد عفی عنہ

حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب
مدیر دار العلوم عیدگاہ کبیر والا

(۳) محمد انور اوکاڑوی عفی عنہ

رسالہ عقائد اہل السنت والجماعت میں درج شدہ عقائد
و مسائل اہل حق کا عقیدہ ہے۔ اللہ کریم قبولیت
سے نواز دے آمین

حمید اللہ جان عفی عنہ خادم الحدیث والافتاء
جامعہ اشرفیہ لاہور

احقر نفیس الحسینی

احقر محمد زین محمد اختر غفرلہ
خادم جامعہ حنفیہ صدیقیہ
مسجد بلال القرین پنجن کسانہ
تحصیل کھاریاں ضلع گجرات
۱۹ ذی القعدہ ۱۴۲۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منیرہ نے عقائد اہلسنت والجماعت (علماء دیوبند)
کا مطالعہ کیا ہے منیرہ کا عقیدہ بھی اکابر علماء
دیوبند کے مطابق ہے

رسالہ عقائد اہل السنت والجماعت (علماء دیوبند)

مرتبہ مولانا محمد الیاس گھمن صاحب زید مجدہ میں درج شدہ

تمام عقائد جمہور علماء اہل السنت والجماعت کے عقائد ہیں

اور بندہ بھی ان تمام عقائد سے متفق ہے

01-05-2006

احقر محمد ثناء اللہ عفی عنہ

برادرم مولانا محمد الیاس صاحب زید مجدہ نے اس رسالہ میں

نہایت اختصار کے ساتھ اہلسنت والجماعت کے عقائد

جمع فرما دیئے ہیں، اس کا مطالعہ عوام وخواص کے لیے مفید

ثابت ہوگا۔ محتاج دعا

١٣/٦/٢٠٠٦ بقلم محمد احمد عفی عنہ

دارالعلوم اسلامیہ عربیہ

شیر گڑھ مردان

دارالافتاء
فتوی نمبر ——
مؤرخہ ——

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحمد اللہ رسالہ ھذا میں اہلسنت والجماعت کے عقائد سے متعلق اختصار و انضباط کے ساتھ وقیع مواد جمع کر دیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت مصنف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت اور عوام الناس میں تلقی بالقبول عطا فرمائیں

(حضرت مولانا) ظہور احمد علوی مہتمم جامعہ محمدیہ [illegible] اسلام آباد

الجواب صحیح

طارق نوید احمد

١٨-٥-١٤٢٧ھ

مدرس و مفتی مرکزی جامع مسجد اسلام آباد

حامداً و مصلیاً۔ رسالہ ہذا (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب گھمن کا مرتب کردہ) میں
مندرج عقائد اہلسنت والجماعت کے عقائد ہیں

عبدالرشید

۲۹ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

احقر نے اس کتاب کو جستہ جستہ پڑھا اچھا مسلک کا بہترین نمونہ پایا
اللہ تعالیٰ مزید قبولیت سے نوازیں آمین

محمد ...

۲۶ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ مرتبہ حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب زید مجدہم میں درج
عقائد اہل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند کے ہیں۔ بندہ کو ان کے ساتھ مکمل اتفاق ہے،
ایسے عقائد کے خلاف نظریہ رکھنے والے کو بندہ سنی حنفی دیوبندی تسلیم نہیں کرتا۔

واللہ الموفق

احقر محمد ... سواتی
خادم ... نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
3-6-2006

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ مرتبہ حضرت مولانا سید الیاس گھمن دامت برکاتہم میں درج شدہ تمام عقائد اہل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند کے ہیں۔ احقر کو ان سے مکمل اتفاق ہے اپنے عقائد کے مخالف کو احقر سُنّی حنفی دیوبندی نہیں تسلیم کرتا۔

احقر سید ارشد [illegible]

خادم خانقاہ مدنی اٹک شہر

۸ر جمادی الاول ۱۴۲۷ھ

۵ر جون ۲۰۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ ھٰذا اؤلفہ مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کا صحیح ترجمان ہے

اور بندہ اس سے من وعن متفق ہے اللہ رب العزت

اس کو شرف قبولیت سے نوازے اور مولانا موصوف

کو امت مسلمہ کی طرف سے جزاء خیر عطا فرمائے

آمین ثم آمین

خادم الحدیث والافتاء

جامعہ اشرفیہ سکھر

بندہ عبد الغنی غفر اللہ لہ

۳-۳-۲۷

مفتی محمد اسماعیل صاحب

مہتمم جامعہ دار العلوم زکریا

براول باندی ضلع دیر بالا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ عقائد اھل السنت والجماعت مؤلفہ مولنا محمد الیاس گھمن سلمہ میں درج شدہ عقائد جمہور اھل السنت والجماعت کے عقائد ہیں لہذا بندہ بھی ان سے مکمل اتفاق کرتا ہے